❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خلافت
وقت 5-7 منٹ

# فاسٹ چارجنگ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:119)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

خدا کرے کہ صحبتِ امام بھی ہمیں ملے
یہ نعمتِ خلافتِ مدام بھی ہمیں ملے
خدا کرے اطاعتِ امام ہم بھی کر سکیں
خدا کرے کہ معرفت کا جام بھی ہمیں ملے

**معزز سامعین!** بڑی جماعتوں میں خدمت بجالانے اور بڑے بڑے فنکشنز اٹینڈ کرنے کی وجہ سے یہ بات میرے مشاہدہ میں آتی رہی ہے کہ ہم احمدی جب کسی محفل میں اکٹھے بیٹھتے ہیں تو ملکی یا علاقائی سیاست سے بالا ہو کر جماعت احمدیہ کی باتیں ہوتی ہیں، ایم ٹی اے کے پروگرامز پر بات کرتے ہیں، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و تندرستی پر مکالمہ و مخاطبہ ہوتا ہے، کسی احمدی کی بیماری پر ہمدردی کی باتیں کی جاتی ہیں۔ اس فعل سے آپس میں تعلق بڑھتا ہے۔ گزشتہ دنوں میری ایک دوست سے فون پر بات ہو رہی تھی۔ باتوں باتوں میں احباب جماعت کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقاتوں پر جو اِن پر اثر ہوتا ہے اُس کے متعلق ذکر شروع ہو رہا تھا تو میرے دوست بے ساختہ بولے کہ ”حنیف بھائی! آج کی دنیا میں خلیفۃُ المسیح سے بڑھ کر کوئی فاسٹ چارجنگ نہیں ہے“۔ مجھے اپنے دوست کا یہ فقرہ بہت پسند آیا اور آج سے 10۔ 12 سال پہلے کی بات یاد آگئی جب ہم دونوں میاں بیوی پاکستان سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کے لیے لندن آئے ہوئے تھے۔ تین بچے تو برطانیہ میں ہی تھے اور جرمنی والی بیٹی بھی ہمیں ملنے مع فیملی لندن آ گئی۔ ہماری تو جلسہ سالانہ سے قبل حضور انور سے ملاقات سے بیٹری چارج ہونے لگی تھی۔ ہر جمعہ میں وقت نکال کر پہلے جانا اور مسجد بیت الفتوح میں پہلی صف میں بیٹھنا اور حضور انور کے براہ راست دیدار سے ایمان کی بیٹری ہم چارج کرتے رہے۔ اُن دنوں جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعتی سطح پر مختلف اداروں کے فنکشنز بھی بہت ہوا کرتے تھے جس میں حضور انور بنفسِ نفیس شرکت فرماتے۔ مربیان کرام کی الگ سے حضور انور کے ساتھ میٹنگ ہوتی۔ یہ تمام فنکشنز شاملین کے ایمان کی بیٹری کو چارج کرنے کا موجب ہوتے۔ اِسی سال کی بات ہے کہ ہمارے اِس دورہ کے دوران عید الاضحیٰ بھی آئی۔ عیدین پر حضور اقدس ایک ذاتی دعوت کا اہتمام بھی فرماتے تھے۔ حضور نے انتظامیہ کو یہ سٹینڈنگ ہدایت دے رکھی تھی کہ خاکسار کی اہلیہ محترمہ اگر اِس موقع پر لندن میں ہوں تو وہ اِس دعوت میں میری مہمان ہوں گی۔ اگر مَیں اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ آیا ہوتا تو مجھے بھی موقع مل جاتا۔ مگر سال 2012ء کی بات ہے کہ ہم دونوں کو تو اِس مبارک دعوت میں شامل ہونے کے لیے پیغام مِل چکا تھا۔ تاہم بیٹیاں مع فیملی ابھی اِس دعوت کے پیغام سے محروم تھیں اور نہ ہی دُور دُور اِس کا کوئی اِمکان تھا اور نہ ہی ہماری سوچ کے کسی کونے کُھدرے میں کوئی خیال اُٹھا تھا۔ چونکہ یہ بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضور سے ملاقات کر آئیں تھیں اور حضور انور کے علم میں تھا کہ میری تینوں بیٹیاں مع فیملی کے آئی ہوئی ہیں۔ ایک دن یہ خوشی کی اطلاع آئی کہ جرمنی والی بچی مع فیملی میرے ساتھ دعوت پر آجائیں۔ ہم نے الحمد للہ پڑھا۔ اب عید الاضحیٰ میں دو دن باقی تھے کہ چاند رات ساڑھے گیارہ بجے فون کی Bell ہوئی۔ فون دیکھا تو مکرم ایڈیشنل وکیل المال صاحب کا نام فون سکرین پر نظر آیا۔ خوف بھی پیدا ہوا کہ رات گئے یہ فون کیوں کر رہے ہیں۔ جب فون آن کیا تو پیغام تھا کہ ”حضور انور کا پیغام ہے کہ پوسٹ آفس والی بچی بھی مع فیملی کل شاملِ دعوت ہو“۔ بس کیا تھا خوشی اور مسرّت کے شادمانے بجنے لگے اور ہم سب کی بیٹریاں چارج ہونے لگیں۔

اب عید کے چند دن بعد ہماری پاکستان واپسی تھی۔ مَیں نے حضور سے بذریعہ خط واپسی کی اجازت چاہی کہ ”حضور! لندن میں حضور کی معیّت میں دو ماہ گزارنے پر ہمارے ایمان کی بیٹری فُل چارج ہو چکی ہے۔ واپسی کی اجازت کی درخواست ہے۔“

**سامعین!** ہم میں ہر ایک اِس بات پر گواہ ہے کہ جو شخص حضور کے دستِ مبارک سے اپنے ہاتھ مسّ کر لیتا وہ مبارک وجود بن جاتا ہے۔ ہمارے دوست اُس شخص سے بڑے پیار سے ملتے ہیں، اُس سے معانقہ کرتے ہیں جو حضور سے ملاقات کرکے آیا ہو۔ سیرالیون مغربی افریقہ کا ایک واقعہ مَیں پہلے بھی اپنے مضامین اور تقاریر میں بیان کر چکا ہوں کہ ایک مربی صاحب پاکستان سے جب سیرالیون تشریف لے گئے تو انہوں نے آغاز پر ہی اپنے حلقہ کی جماعتوں کا دَورہ کیا تا کہ احبابِ جماعت سے تعارف حاصل ہو جائے۔ جب وہ ایک جماعت میں پہنچے تو ایک ادھیڑ عمر کے بزرگ نے بلند آواز کے ساتھ اپنے چھوٹی عمر کے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو بلوا کر اکٹھا کیا اور کہنے لگے کہ یہ مولوی صاحب (وہاں مبلغ کو مولوی کے نام سے بلایا جاتا ہے) ہمارے خلیفہ کی بستی ربوہ سے آئے ہیں۔ روانگی سے قبل یہ پیارے خلیفہ سے مل کر آئے ہیں (اُس وقت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی ربوہ میں رہائش پذیر تھے) اِن کے کپڑوں میں خلافت کی برکت ہے۔ اِن کو چُھو کر وہ لے لو۔

بات ہو رہی تھی کہ خلیفۃ المسیح سے مصافحہ کرکے ایمانی حرارت کا ایک کرنٹ ملاقاتی کے اندر سرایت کر جاتا ہے جو ایک روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے، انسان کے اندر ایک نئے جذبے اور حرارت کا موجب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز باجماعت میں صف بندی کرتے وقت کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہونے کی تعلیم ہے تا کہ وہ نور جو امام الصلوٰۃ سے نکل کر مقتدیوں میں سرایت کرتا ہے وہ ایک نمازی سے دوسرے نمازی میں منتقل ہو تا جائے۔

یہی کیفیت دربار خلافت کی ہے کہ وہاں سے نورانی شعائیں نکل کر احباب جماعت میں سرایت کر کے جو روحانی معنوں میں نہ صرف ہلچل مچاتی ہے بلکہ وہیں سے ٹریول کرتی ہوئی خاندانوں کے دیگر افراد سے ہوتی ہوئی ماحول کو معطّر کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو دوست بھی مرکز سے آئیں ہم اُن سے خلیفۃ المسیح کی باتیں سنانے کی درخواست کرتے ہیں تا ہماری بیٹریاں چارج ہوں۔ ہر جمعہ کو حضور انور شام کو اسلام اباد کا وزٹ کرتے ہیں لوگوں کے حال احوال پوچھتے ہیں اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم کرتے ہیں۔ حضور کا دیدار کرنے کے لیے خواتین اور مرد حضرات دُور و نزدیک سے اپنے بچوں کو لاتے ہیں۔ یہ بات بچوں کو روحانی طور پر چارج کرتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب جماعت کو مرکز سلسلہ آنے کی تلقین کرتے رہے اور بعد میں پانچوں خلفاء اس طرف توجہ دلاتے رہے تا کہ احباب جماعت کی روحانی چارجنگ ہوتی رہے۔ بعض دفعہ حضور کی روحانی نظر ہی کسی کی تقدیر بدل دیتی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے ایک بزرگ جو کسی حد تک معذور بھی ہیں مسجد فضل سے جمعہ پڑھنے آتے ہیں۔ کرسی پر میرے ساتھ بیٹھے تھے کہنے لگے کہ مَیں باوجود معذور ہونے کے اتنی دور سے صرف اِس لیے آتا ہوں کہ حضور کی پیاری نگاہ میرے پر پڑ جائے یہ تو وہی مضمون ہے۔ جو اس شعر میں بیان ہوا ہے۔

اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَتَحَنُّنٍ

يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو! مَیں جو اصلاح خلق کے لیے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے لیکن مَیں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کرکے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے اس کے لیے کچھ نہیں ہے وہ جیسا تہی دست آیا تھا۔ تہی دست جاتا ہے۔ یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰہُ فِیۡ اَصۡحَابِیۡ گویا صحابہؓ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اگر دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ اِس پر شاہد ہے یہ ایک سِرّ ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کرکے حسب موقع ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج مَیں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج ہی کی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں ان میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پا لیتا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ التوبہ صفحہ 320)

پھر آپؑ نے فرمایا:

"انسان کو انوار اور برکات سے حصّہ نہیں مل سکتا۔ جب تک وہ اسی طرح عمل نہ کرے جس طرح خدا فرماتا ہے کہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِین۔ بات یہی ہے کہ خمیر سے خمیر لگتا ہے اور یہی قاعدہ ابتداء سے چلا آتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ کے ساتھ برکات اور انوار تھے جن میں سے صحابہ نے بھی حصّہ لیا پھر اسی طرح خمیر کی لاگ کی طرح آہستہ آہستہ ایک لاکھ تک ان کی نوبت آئی۔"

(البدر جلد نمبر 4 مؤرخہ 21 نومبر 1902ء صفحہ 31)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَیں آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں اور فتنہ سے بچنے کا یہ طریق بتاتا ہوں کہ کثرت سے قادیان آؤ اور بار بار آؤ تا کہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور تمہاری خشیت اللہ بڑھتی رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے تھے مَیں زمانہ طالب علمی میں ایک شخص کے پاس ملنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ نہ گیا پھر جو گیا تو کہنے لگے کیا تم کبھی قصائی کی دکان پر نہیں گئے مَیں نے کہا قصائی کی دکان تو میرے راستہ میں پڑتی ہے ہر روز مَیں اس کے سامنے سے گزرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تم نے کبھی قصائی کو نہیں دیکھا کہ وہ کچھ دیر گوشت کاٹ کر ایک چھری کو دوسری چھری پر پھیر لیتا ہے وہ ایسا اس لئے کرتا ہے کہ تا دونوں چھریاں تیز ہو جائیں۔ اسی طرح جب ایک نیک آدمی دوسرے نیک آدمی سے ملتا ہے تو ان پر جو کوئی بد اثر ہوتا ہے وہ دُور ہو جاتا ہے۔

پس تم لوگ بھی کثرت سے یہاں آؤ تا کہ نیک انسانوں سے ملو اور صاف وشفاف ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے جو برکات اور فیوض یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں۔ پھر جس کثرت سے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہؓ یہاں موجود ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں۔ اس لئے یہاں کے لوگوں کے ساتھ ملنے سے انسان کا دل جس طرح صیقل ہوتا ہے اور جس طرح اسے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح کسی جگہ کے لوگوں کے ساتھ ملنے سے نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔ اب ہی دیکھ لو ان لوگوں کو چھوڑ کر جو یہاں متکبّرانہ آتے اور اسی نشہ میں چلے جاتے تھے باہر کے ایسے ہی لوگ غیر مبائعین ہیں جو یہاں نہیں آتے تھے۔ پس اسی وجہ سے ان کے دل زنگ آلود ہوتے گئے۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ مُردہ دل ہو گئے۔ انہوں نے اپنے دل میں ایمان کا پودا تو لگایا تھا مگر اسے پانی نہ دیا۔ اس لئے وہ سوکھ گیا۔ انہوں نے اپنے دل میں خشیتُ اللہ کا بیج تو بویا تھا مگر اس کی آبپاشی نہ کی۔ اس لئے وہ خشک ہو گیا۔ تم ان لوگوں کے نمونہ سے عبرت پکڑو اور بار بار یہاں آؤ۔ تا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت یافتہ جماعت کے پاس بیٹھو۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات کو دیکھو اور اپنے دلوں کو صیقل کرو۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ آپ لوگوں نے اس وقت تک کچھ نہیں سیکھا کچھ نہیں حاصل کیا آپ نے بہت کچھ سیکھا اور بہت کچھ حاصل کیا ہے مگر اس کو قائم اور تازہ رکھنے کے لئے یہاں آؤ اور بار بار آؤ۔ بہت لوگ ایسے ہیں جو صرف جلسہ پر آتے ہیں اور پھر نہیں آتے۔ مَیں کہتا ہوں انہیں اس طرح آنے سے کیا فائدہ ہوا۔"

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 171-172)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" یہ نظارے جماعت میں محبّت اور اخلاص اور ایک دوسرے کی خدمت اور مہمان نوازی کے اس لئے نظر آتے ہیں کہ جماعت ایک لڑی میں پروئی ہوئی ہے اور نظامِ خلافت سے ان کو محبّت اور تعلق ہے اور خلیفہ وقت کے اشارے پر اٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔ یہ نظارے ہمیں جماعت احمدیہ سے باہر کہیں نظر نہیں آسکتے۔ افراد جماعت کا خلافت سے تعلق اور خلیفہ وقت کا احباب سے تعلق ایک ایسا تعلق ہے جو دنیاداروں کے تصوّر سے بھی باہر ہے۔ اس کا احاطہ وہ کر ہی نہیں سکتے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 2005ء)

**سامعین**! میرے ایک دوست نے بتایا کہ ہم پانچ دوست مسجد فضل کے قریب سے جمعہ پر مسجد مبارک اسلام آباد آتے ہیں اور اتوار کو فجر کی نماز پڑھتے ہیں۔ ہمیں ہفتہ میں دو دفعہ حضور کا دیدار کرنے اور حضور کو روبرو دیکھتے ہوئے خطبہ جمعہ سننے اور سریلی اور میٹھی آواز میں نمازوں میں تلاوت سننے سے ہمارے اندر ایمان کی حرارت پیدا ہوتی ہے اور ہم آتے جاتے راستہ میں اس عظیم ہستی کے ساتھ گزارا ہوا وقت یاد کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو تازہ رکھتے ہیں۔ اب ہم نے بدھ کے روز نماز مغرب وعشاء بھی پڑھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

تسنیم! دیدار صنم بن گیا اک خواب
ہر اک بات اُن کی تھی مانند خوش گلاب

زیارت مرکز اور دیدار خلیفۃ المسیح کے لیے بہت سے مواقع جو جماعت احمدیہ میسّر کرتی ہے جیسے تمام ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات، وقفِ نو کا سالانہ اجتماع، مجلس شوریٰ کا انعقاد، جلسہ سالانہ کا انعقاد اور دیگر جماعتی میٹنگز واجلاس وغیرہ ہیں۔ یہ میٹنگز، اجلاسات، اجتماع اور جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت ایمان میں تازگی پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ یہ مؤمن جب اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کے اکٹھے ہونے پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور ایک روحانی ماحول چارجنگ کا باعث بن رہا ہوتا ہے تو دوسری جانب خلیفۃُ المسیح کی موجودگی سے درحقیقت ہر ایک پر کرنٹ کی ایک لہر جسموں میں پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ پر جو مہمان تشریف لاتے ہیں وہ اس حدّ تک چارج ہو چکے ہوتے ہیں کہ باوجود بہت محدود آمدنی کے آئندہ سال پھر آنے کے عزم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اب تو غیر بھی معترف دکھائی دیتے ہیں جو چند گھنٹے جلسہ سالانہ میں وقت گزار کر اور چند گھڑیاں خلیفۃ المسیح کے ہمراہ رہ کر ایک نمایاں تبدیلی اپنے اندر پیدا کر کے واپس جاتے ہیں۔ حضورِ انور نے ایک شریکِ مجلس مہمان سے دریافت فرمایا کہ آپ نے اس تقریب کو کیسا پایا؟ مہمان نے عرض کیا کہ یہ تقریب بہت اچھی تھی۔ میرے لیے پچاس ہزار سے زائد افراد کے اس اجتماع میں شرکت کرنا اب تک کا بہترین تجربہ تھا۔ سب کچھ بہت اچھا، خوبصورت اور شاندار تھا۔ نیز میرے لیے بہت ہی شاندار تجربہ رہا۔

ایک ایسا ہی وفد جنوب مشرقی ایشیا سے تعلق رکھنے والے احمدیوں پر بھی مشتمل تھا۔ اُن میں سے ایک نے حضور ایدہ اللہ کو مخاطب ہو کر کہا کہ حضور! مَیں آپ سے محبّت کرتا ہوں اور مَیں آپ کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 اگست 2026ء)

**سامعین**! جہاں تک چارجنگ یا چارجر کا تعلق ہے اس کا ذکر بھی ضروری ہے۔ چارج انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کے ذریعہ کسی کے اندر نئی زندگی ڈالنا ہے۔ نئی طاقت اور قوّت ودیّت کرنا کے ہوتے ہیں اِس عمل کو چارجنگ کہتے ہیں اور جس کے ذریعہ چارجنگ ہو رہی ہو وہ چارجر کہلاتا ہے چونکہ یہ زمانہ موبائل فونز اور دیگر گیجٹ کا ہے جن کی بیٹریز زیرِ استعمال ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کی طاقت کم ہونے لگتی ہے یا اُن کا کرنٹ جنہیں دوبارہ چارج کر کے استعمال میں لایا جاتا ہے جن کے لیے اچھے ومعیاری چارجرز اور الیکٹرسٹی 240 وولٹیج کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بازار اور مارکیٹ میں مختلف کمپنیوں کے بنائے ہوئے چارجرز مل جاتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اچھی کمپنی کے معیاری چارجر ہم خریدیں اور الیکٹرسٹی کے وولٹیج بھی پورے ہوں۔ ہم اگر کسی کے گھر مہمان بن کر جائیں تو میزبان اکثر کہتے سنائی دیتے ہیں کہ فلاں جگہ چارجر لگا ہے اس کو استعمال کر لیں وہ تیز چارجنگ کرتا ہے۔

**سامعین**! اگر اس مندرجہ بالا اصول کو روحانی دنیا میں لاگو کیا جائے بالخصوص جماعت احمدیہ کے اندر احبابِ جماعت کو روحانی اور ایمانی لحاظ سے چارج کرنے کے لیے مختلف چارجرز ہیں جو جماعتی عہدے داران اور مربیان و مبلغین ہیں۔ ان کی جماعتوں میں کارگزاری، احبابِ جماعت سے ملاقاتیں، درس و تدریس اور تقریریں ایک حد تک احباب کو چارج کرتے رہتے ہیں۔ بعض نمائندے دَورے کر کے چارجنگ کا باعث بنتے ہیں۔ جماعت کے اندر ایک پاورفل سپر چارجر بھی ہے جو اتنا فاسٹ چارجنگ کرتا ہے جو جماعت کے اندر یا جماعت سے باہر موجود نہیں پائی جاتی وہ خلافت کا پلیٹ فارم ہے جو خلیفۃ المسیح ہیں جن کے ساتھ زندہ تعلق رکھنے اور رابطہ رکھنے سے احبابِ جماعت میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یہ رابطہ ملاقاتوں کی صورت میں ہو، دیدار کی صورت میں ہو، خطوط کے ذریعہ ہو، ایم ٹی اے پر حضور کو دیکھ کر بھی زندگی پیدا ہوتی ہے، نمازوں میں امام وقت کی اقتداء میں شامل ہوں، خطبات میں شمولیت ہو۔ مَیں نے پہلے ایک تقریر میں بیان کر آیا ہوں کہ حضور جب خطبہ جمعہ کے لئے مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو لگتا ہے کہ روحانی فلائیٹ کی اُڑان کے لئے پائیلٹ حاضر ہو گیا ہے۔ اور مقتدی اپنے آپ کو خلیفۃُ المسیح کے ساتھ جوڑ کر کرنٹ لے رہے ہوتے ہیں۔

چارجرز کے ساتھ چارجنگ کرنے کے لیے دوسری اہم بات الیکٹرسٹی کی فُل پاور اور اس کے ساتھ مضبوط تعلق ہے اگر یہ رابطہ پختہ ہو تو چارجنگ جلدی ہو جاتی ہے۔ ہمارے خلیفۃ المسیح کا اپنے اللہ تعالیٰ سے ایسا مضبوط تعلق ہے اگر اس تعلق میں کڑیوں کو ملا کر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ ایک اینڈ پر ہے جو روحانی الیکٹرسٹی کا منبع ہے جہاں سے ہائی وولٹیج کی تار حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف جاتی ہے۔ اگر تمام احبابِ جماعت اپنے آپ کو چارجنگ کرنے کے لئے اپنے چارجرز کو اس پاور فُل وولٹیج والی خدائی تار کے ساتھ جوڑیں تو چارجنگ بہت جلد ہو جائے گی۔ اس کو فاسٹ چارجنگ کا نام دیں تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ فاسٹ اور سافٹ چارجنگ کا پوائنٹ کیونکہ یہاں چارجر کے نہ جلنے کا امکان ہے، نہ اُڑنے کا ڈر۔ ہم اسے صحبتِ صالحین بھی کہہ سکتے ہیں۔

**سامعین!** حضور انور کے ساتھ مؤرخہ 5 جون 2021ء کو کبابیر کی جماعت حائفہ کی ایک ممبر نے سوال کیا کہ حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کو کتنے خطوط لکھنے چاہئیں، کیونکہ بعض لوگوں کی رائے تھی کہ بہت زیادہ خطوط لکھنے سے حضورِ اقدس کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’مَیں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ ہر شخص کا خلافت کے ساتھ اپنا ایک منفرد تعلق ہوتا ہے۔ اپنے خلافت سے تعلق کی نسبت سے وہ مجھے خطوط لکھتے ہیں اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔ خطوط لکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ایک تعلق قائم ہوتا ہے۔ جب خلیفہ اور ایک احمدی کے درمیان باہمی محبت ہوتی ہے تو ان دونوں کے درمیان تعلق مزید مضبوط ہوتا ہے۔ جب آپ کے خطوط میرے پاس آتے ہیں تو مَیں ان کا جواب دیتا ہوں اور یوں ایک تعلق قائم ہوتا ہے۔‘‘

(الحکم 11 جون 2021ء This week with Hazoor)

حضور انور اپنے ایک خطبہ جمعہ میں خط لکھنے سے متعلق ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ کس طرح ہمارے بچوں کے دلوں میں خلیفہ وقت کو خط لکھنے کی خواہش ہے۔ فرمایا:

’’ایک احمدی بچے کی خلافت سے محبت کا واقعہ طاہر ندیم صاحب لکھتے ہیں کہ ترکی کے دورے کے دوران ایک احمدی دوست کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ بیٹھے ہی تھے کہ ان کا تین چار سال کا بچہ آیا اور سلام کر کے میرے کان میں کچھ کہنے لگا۔ کان میں کہنے لگا کہ مَیں نے حضور کو خط بھجوانا ہے۔ کیا آپ لے جائیں گے؟ مَیں نے کہا ٹھیک ہے لے جاؤں گا کیوں نہیں۔ اس پر وہ بچہ کاغذ پر دو لائنیں، الٹی سیدھی لکیریں کھینچ کر لے آیا۔ مَیں نے اس سے پوچھا خط میں کیا لکھا ہے؟ کہنے لگا مَیں نے لکھا ہے کہ حضور مجھے آپ سے محبت ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے یہ خط یہاں دے دیا۔ اس کا جواب بھی میری طرف سے چلا گیا۔ جب اس بچے کو جواب ملا ہے تو اس کے والد کے بقول اس کی بھی اور اس کے باقی سب گھر والوں کی بھی خوشی دیدنی تھی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 29 مئی 2020ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے بیان کرتے ہیں:

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانے میں اکثر دفعہ احباب آپ کے لیے نیا کرتہ بنوا لاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اُترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پُرانے اُترے ہوئے کرتہ کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اس وقت کوئی اُترا ہوا بے دُھلا کرتہ موجود نہیں۔ جس پر آپ نے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا دیے جانے کا حکم فرمایا۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر مَیلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ **وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دُھلنے سے جاتی رہے۔** چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دے دیا گیا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل روایت نمبر 377)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے مستفیض ہونے اور اُس کی برکات حاصل کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)